افغانستان کو کرزئی کی ضرورت ہے!

افغانستان کے صدر حامد کرزئی کا افغانستان کی سیاست نگری میں داخلہ کسی بھی طور پر جمہوری نہیں تھا' لیکن ان پر سخت تنقید کرنے والے بھی اب انہیں ذہین و فطین گردانیں گے۔ وہ دسمبر 2001ء میں بون معاہدے کے تحت صدارتی میدان میں وارد ہوئے تھے۔ اب افغانستان کے پہلے جمہوری منتخب شدہ صدر کا اعزاز حاصل کرنے سے صرف چند گھنٹوں کے فاصلے پر ہیں۔ وہ اٹھارہ امیدواروں میں سے یقینی طور پر منتخب ہو جائیں گے۔ ان اٹھارہ امیدواروں میں کچھ افغان کمانڈر' ایک پروفیسر' ایک شاعر اور ایک خاتون نے انتخاب میں حصہ لیا۔

حامد کرزئی گزشتہ تین سال سے افغانستان کے عبوری صدر کے عہدے پر فائز رہے ہیں اور مستقل طور پر خطروں میں گھرے رہے ہیں۔ وہ افغانستان کے ہمسایہ ممالک کی امداد سے بھی لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہمسایہ ممالک انہیں مستقبل میں افغانستان کا اصلاح پسند اور تعمیر نو میں حصہ لینے والا شخص خیال کرتے ہیں۔ 9 اکتوبر کے صدارتی انتخابات کی غیر جانبداری کے بارے میں متعدد سوالات نے سر اٹھایا ہے۔ یہ سوالات اس لیے اٹھ رہے ہیں کہ انہوں نے انتخابی مہم میں سرکاری ذرائع استعمال کیے۔ انہوں نے اپنے سب سے بڑے مخالف گورنر ہرات اسماعیل خان کو جبراً ہٹایا ہے۔ علاوہ ازیں کرزئی کے حمایتی ووٹروں کی انتخابی فہرستوں میں دوہری رجسٹریشن ہوئی۔

اقوام متحدہ نے اندازہ لگایا ہے کہ افغانستان میں پچانوے لاکھ افراد ووٹ دینے کے اہل تھے۔ ایک کروڑ پانچ لاکھ افراد کا نام ووٹوں کی فہرست میں درج ہوا' جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ بعض ووٹ دوہری بار درج کیے گئے۔ افغانستان کے وسیع و عریض علاقے میں بائیس ہزار پولنگ سٹیشن قائم کیے گئے تھے' جو انتخابات کو منعقد کرانے کے لیے بنائے گئے تھے' انہیں ضروری آلات فراہم کیے گئے۔ پانچ ہزار موبائل فون' ایک لاکھ چودہ ہزار ملازمین گیارہ سو پچاس روسی جیپیں اور تین سو گدھے پولنگ سٹیشنوں سے اعداد و شمار الیکشن اتھارٹیز تک پہنچانے کے لیے استعمال کی گئیں۔ البتہ اس سب کے باوجود انتخابات کی غیر جانبداری پھر بھی مشکوک ہی رہی۔

افغانوں نے اگر کوئی اصل چیز دیکھی ہے' تو وہ "اصلی انتخابی مہم" ہی ہے۔ اس انتخابی مہم میں پوسٹر یا سیاسی جلسے اور جلوس سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے۔ در حقیقت عدم تحفظ کے احساس کے زیر اثر سیاسی جلسے اور جلوس سے بچا گیا ہے۔ کرزئی ستمبر میں گردیز کے حملے کے بعد عدم تحفظ کا شکار ہیں' وہ امریکی محافظوں کے نرغے میں زیادہ تر گھر میں "نظر بند" رہنے لگے ہیں۔ انتخابات سے صرف تین روز قبل انہوں نے تقریباً پانچ ہزار محافظوں کے ساتھ فٹ بال سٹیڈیم میں ایک جلسہ منعقد کیا تھا۔

انتخابات میں خامیاں اس بات کی غماز ہیں کہ غیر جانبدارانہ انتخابات کا انعقاد مشکل تھا۔ اس حقیقت کا پس منظر یہ ہے کہ امریکی نامزد کردہ شخص کہ جسے یورپ کی حمایت بھی حاصل ہے' کی فتح یقینی امر ہے۔ تبصرہ کرنے والوں کا یہی خیال ہے۔ افغانستان کے پچاسی فیصد حصے پر امریکی قبضے کے تناظر میں یہ امید رکھنا کہ وہاں غیر جانبدار الیکشن منعقد ہوں گے' صرف دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے۔ اس صورتحال میں ووٹ کا صحیح حق استعمال کرنا ایک ناممکن العمل امر ہے۔

کرزئی کی مخالف قوتوں کی طرف سے ان پر ایک بڑا حملہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ طالبان یا جنگجو موجود ہیں۔ کم و بیش تیس سال کے عدم استحکام' عدم تحفظ' سماجی اور جانی خطرات اور طویل سیاسی و نظریاتی انتشار سے یہ عقدہ کھلتا ہے کہ فراڈ' تشدد' خرید و فروخت اور ڈرانے دھمکانے کے سلسلوں نے صدارتی انتخاب میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح کے بیانات شاید سچ ثابت ہوں گے۔

حامد کرزئی کی صدارت کا تسلسل جاری رہے گا۔ اس بیان کی سچائی افغانستان کی موجودہ اور تازہ ترین صورتحال سے بھی نظر آتی ہے اور چار حقائق بھی یہی اشارہ کر رہے ہیں۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ افغانستان ایک عرصہ سے خانہ جنگی اور جنگ و جدل کا شکار رہا ہے' اس لیے یہاں جمہوریت پنپنے کے مواقع اور حالات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جہاں تک قومی عظمت کی اولیت کا تعلق ہے' حقیقت یہ ہے کہ مستقل' مضبوط اور خوشحال افغانستان سے یہ ملک اچھے ادارے اور نظام وضع کرنے کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گا۔ اقوام متحدہ اور جی ایٹ کے ممالک نے ان مقاصد کی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ امریکی نقش قدم پر چلتے ہوئے بین الاقوامی برادری بھی افغانستان کو ایک جمہوری قوت اور اداروں کا حامل ملک دیکھنے کی متمنی ہے۔

دوسری حقیقت' ایک ریاست اور معاشرہ جو تعمیر نو کے کاموں میں مصروف ہو' اسے جن اہم باتوں کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے' اس میں سب سے اہم اور بنیادی ضرورت مضبوط رہنما کی ہوتی ہے۔ کرزئی کا سابقہ ریکارڈ اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ وہ ایک مضبوط حاکم ہیں۔

خانہ جنگی کی تلخیوں سے بھرے ہوئے ماحول سے کرزئی سیاسی منظر نامے میں واضح طور پر ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ اگر وہ ابھی تک صدارت کے عہدے پر موجود ہیں' تو اس کی وجہ ان کی پشت پر امریکی موجودگی ہے۔ ان کی اپنی رائے میں بھی کرزئی ایک ایسے سیاسی رہنما کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں' جو جنگی ماحول زدہ ملک میں مخالف قوتوں کے درمیان میں پل کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

افغانیوں نے دیکھا کہ انہوں نے شمالی اتحاد کو بڑی کامیابی سے دو حصوں میں تقسیم کر کے بڑے حصے سے اپنے لیے کامیابی کی راہ ہموار کر لی۔ اس طرح وہ سابق طالبان رہنماؤں کے ساتھ سیاسی اتحاد قائم کرنے میں کامیاب رہے۔

کرزئی کا یہ بیان اب تک تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے' جس میں انہوں نے کہا تھا کہ افغانستان میں حکومت میں شامل صرف سو طالبان ایسے ہیں جو مجرمانہ طرز عمل رکھتے ہیں' باقی طالبان معصوم ہیں' لہٰذا انہیں افغانستان کے منظر نامے میں دوبارہ سامنے آنا چاہئے۔

تیسری حقیقت' افغانستان کی تاریخ میں کبھی جمہوری طرز حکومت نہیں آیا' اس لیے اب جمہوریت آنے سے بھی کوئی جمہوری پہچان سامنے نہیں آ سکے گی۔ کسی بھی نظام کے ابتدائی مراحل میں یہ توقع کرنا عبث ہوتا ہے کہ وہ

مہمان کالم

نسیم زہرا

نظام شروع ہوتے ہی عروج حاصل کرے گا۔ افغانستان نے ابھی تک صفر سے جمہوری آغاز لینے کے باوجود اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

چوتھی حقیقت' اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ افغانستان کی سلامتی کی صورتحال غیر اطمینان بخش ہے' حقائق سامنے آتے ہیں کہ بگڑی ہوئی اور عدم استحکام کی بڑی اہم وجہ وہاں کے جنگجو لوگ ہیں۔ ایک ماہ قبل ہونے والے لویہ جرگے میں نمائندگان نے واضح کیا تھا کہ افغانستان میں تحفظ کا احساس اور استحکام صرف اسی صورت میں واپس آ سکتا ہے کہ اگر مضبوط جمہوری مرکز میں مضبوط لیڈر موجود ہو۔ در حقیقت ایک مضبوط صدر کو مضبوط ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اس صورت میں ہی ایسا ماحول پیدا ہو سکتا ہے کہ جس میں اتفاق اور طاقت ہو اور پھر وہی "لا اینڈ آرڈر" کو پورے طور پر نافذ کرنے کی صلاحیتوں کا حامل ہو گا۔

افغانستان میں مضبوط حکومت کا خانہ ابھی تک خالی ہے۔ جہاں بھی ضرورت پڑتی ہے اور جہاں بھی کابل کی حکومت کو خطرہ محسوس ہوتا ہے' ممکن حد تک کرزئی امریکی اور نیٹو افواج کی مدد لیتے ہیں اور دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ اس طاقت کو جنگجوؤں سمیت پوست پیدا کرنے والے کسانوں تک کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ جب تک افغان ریاست اپنی مضبوط حکومت' افسران' پولیس' ملیشیا یا فوج تشکیل نہیں دے لیتی' تب تک اسے بیرونی فوجوں پر ہی بھروسہ کرنا پڑے گا۔ اس تناظر میں افغانوں کی اکثریت اس بات سے بخوبی آشنا ہے کہ کرزئی کو بیرونی فوجوں سے مدد لینا ہی پڑے گی۔

پانچویں حقیقت' کرزئی امریکی اور دوسری یورپی اقوام کی پشت پناہی سے آئے تھے' اس لیے افغانستان کے ہمسائے اس کی فوجوں کی طاقت بڑھانے کو اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مضبوط فوج ان کے خلاف بھی استعمال ہو سکتی ہے۔

پاکستان اور ایران اس خطے کے دو بڑے اہم ممالک ہیں' جو افغان حکومت اور حالات کی تبدیلی سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ وہ قوتیں جو پہلے سوویت یونین کے خلاف برسر پیکار تھیں' اب کابل میں کرزئی کے ساتھ اتحاد میں شمولیت اختیار کر چکی ہیں۔ کرزئی کے دور حکومت میں افغانستان اور پاکستان کے درمیان تجارت' کامرس اور فوجی شعبوں میں تعلقات بڑھے ہیں' لیکن تاحال کرزئی کو قومی سطح پر ہر دلعزیز صدر بننے کے لیے مزید سفر طے کرنا پڑے گا۔ ایک ایسا حکمران جو اپنا وجود برقرار رکھنے کی تگ و دو میں مصروف عمل ہے' اسے لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے شعبوں میں مزید جدوجہد اور سعی کرنا پڑے گی۔

وہ ابھی تک اس حکومت کی علامت کے طور پر سامنے موجود ہیں کہ جنہیں انتشار' خلفشار اور لڑائیوں سے اپنے ملک کو درجہ بدرجہ امن اور ترقی و خوشحالی کی طرف لے کر جانا ہے' جو بہت آہستہ آہستہ وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ اس درجہ بدرجہ ارتقائی عمل کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انہیں چاہئے کہ صدارتی انتخاب میں قانون کی بالادستی کو فوقیت دیں اور خود پر بھی قانون اور غیر جانبداری کو لاگو کریں۔ اپنے آپ کو امریکہ کا مسلط کردہ حکمران کے بجائے جمہوری طور پر منتخب شدہ حکمران ثابت کریں۔ جنگجوؤں کا حکومت میں موجود رہنا' طالبان رہنماؤں سے تعلق بڑھانا اور افغان حکمران کے طور پر قانون کی بالادستی کرزئی کے لیے بہت اہمیت کی حامل باتیں ہیں' تاہم یہ اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے' اگر وہ افغانستان کی تعمیر نو اور افغان سیاست کی تشکیل نو میں حصہ لینے کے متمنی ہوں۔ کرزئی کو افغانستان کا کامیاب عبوری حکمران بننے کے لیے اندرونی اور بیرونی طور پر مدد کی ضرورت ہے اور دوبارہ صدر منتخب ہو کر حکومت میں موجود رہنا ہی ان کے لیے کافی نہیں ہے۔ زندگی کو لاحق خطرات کے باوجود وہ ابھی تک خوش قسمت ثابت ہوئے ہیں۔

(بشکریہ: "دی نیوز") ☆